جاوید احمد غامدی

مولانا فضل محمد یوسف زئی

سیاق وسباق کے آئینہ میں (دوسری قسط)

غامدی صاحب کے ہاں پوری امت میں صرف دو ہی علماء ان کے ممدوح ہیں، جن کو وہ آسمان کا درجہ دیتے ہیں، باقی تمام علماء امت کو وہ خاک کے برابر قرار دیتے ہیں، چنانچہ وہ اپنی کتاب ’’مقامات،ص:۵۷‘‘ میں خود لکھتے ہیں:

’’میں نے بھی بہت عالم دیکھے ہیں، بہتوں کو پڑھا اور بہتوں کو سنا، لیکن امین اصلاحی اور ان کے استاد حمید الدین فراہی کا معاملہ وہی ہے کہ:

غالب نکتہ دان سے کیا نسبت　　　خاک کو آسمان سے کیا نسبت

ملک وملت کے غدار پرویز مشرف کے دور حکومت میں غامدی صاحب کو بڑی پذیرائی ملی اور وہ اسلامی نظریاتی کونسل تک پہنچ گئے، اس موقع پر روزنامہ نوائے وقت لاہور کے مدیر نے اپنے اداریہ میں غامدی صاحب پر کچھ تبصرہ کیا ہے، وہ ملاحظہ ہو:

’’اسلامی نظریاتی کونسل کی رکنیت ایک منافع بخش نوکری ہے، مگر ایسی بھی نہیں کہ اس کے لیے علامہ جاوید غامدی قرآن حکیم اور اسلامیات کی تعلیم کو فرقہ واریت، مذہبی انتہا پسندی اور ملائیت سے تعبیر کرنے لگیں۔ علامہ جاوید غامدی کو اپنی لسانی اور علمی صلاحیتوں کو محض سستی شہرت حاصل کرنے کے لیے ہر روز ٹی وی مباحثوں میں نئی نئی اختراعات کرنے اور حاکموں کا قرب حاصل کرنے کے لیے اس دین اور علم کی جڑیں نہیں کاٹنی چاہئیں، جس کی وجہ سے انہیں یہ عزت حاصل ہے۔ علامہ صاحب کو یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ علماء حق کبھی حکومتوں کی حمایت میں اس قدر سرگرم اور پرجوش نہیں ہوا کرتے، خواتین کی جھرمٹ میں بیٹھ کر ٹی وی چینلز کی چکا چوند روشنیوں میں اسلام کی یہ بخیہ گری کم از کم علامہ جاوید غامدی کو زیب نہیں دیتی‘‘۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور کا ادارتی شذرہ، مؤرخہ ۵/جون ۲۰۰۶ء بحوالہ غامدی مذہب کیا ہے؟ ص:۱۷)

www.banuri.edu.pk

ترجمہ:’’حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ:مشرقی علاقے سے دو آدمی آئے اور آپس میں گفتگو کرنے لگے،لوگوں نے ان کے فصیح وبلیغ بیان پر بڑی حیرت اور تعجب کا اظہار کیا،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:بلاشبہ بعض بیان سحر کا اثر رکھتے ہیں۔‘‘

’’لسحرا‘‘یعنی بعض بیان دلوں کو مائل کرنے میں جادو کی طرح اثر رکھتے ہیں۔’’رجلان‘‘ یہ اس وقت کا قصہ ہے کہ جب مشرقی علاقہ سے بنوتمیم کا ایک وفد آنحضرت ﷺ کی بارگاہ میں مدینہ منورہ آیا،اس وفد میں دو فصیح وبلیغ آدمی آئے تھے،ایک کا نام زبرقان تھا اور دوسرے کا نام عمرو بن ہتم تھا۔ حضور اکرم ﷺ کی مجلس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بھرے... میں زبرقان نے نہایت فصاحت وبلاغت کے ساتھ اپنے مفاخر ومآثر کو بڑے مؤثر انداز میں پیش کیا اور پھر کہا کہ یارسول اللہ! یہ عمرو بن ہتم بھی میری بیان کردہ خوبیوں کو جانتا ہے کہ میں کیسا ہوں اور میرے کیا کارنامے ہیں۔اس کے بعد عمرو بن ہتم اٹھا اور اس نے زبرقان کے بیان کردہ تمام کارنامے جھوٹے ثابت کیے اور کہا کہ اس شخص میں کوئی خوبی نہیں ہے۔عمرو کا انداز بیان بھی نہایت مؤثر اور موزون تھا،جس سے لوگ زبرقان کے بارے میں شک میں پڑ گئے۔اس کے بعد زبرقان پھر اٹھا اور بڑے دلکش انداز میں کہا کہ اس شخص کا دل جانتا ہے کہ میں کیسا ہوں،لیکن حسد نے اس کو اس طرح کہنے پر مجبور کیا ہے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا... ان دونوں کے بیان کو جب سنتا تو دونوں کو شاباش دے کر حیران ہو جاتا اور تعجب کرنے لگتا،اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ’’إن من البیان لسحرًا‘‘،یعنی بعض بیان دلوں کو مائل کرنے میں جادو کی طرح اثر رکھتے ہیں۔بعض محد $ نے آنحضرت ﷺ کے اس کلام کو بیان کی مذمت پر محمل کیا ہے،گویا آنحضرت ﷺ اس طرح کہنا چاہتے ہیں کہ Ø کر کے لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنا اور منہ پھاڑ پھاڑ کر عجیب کلام پیش کرنا اور منہ زوری کر کے فصاحت وبلاغت کے ö ں میں لوگوں کو جکڑنا،رائی کا پہاڑ بنانا اور بات سے پتنگڑ بنانا، حقیر کو عظیم دکھانا اور عظیم کو حقیر کرنا یہ اچھا کام نہیں ہے،بلکہ یہ خالص جادو کی طرح شعبدہ بازی ہے جو قابل نفرت ہے،لیکن بعض دیگر محد $ نے آنحضرت ﷺ کے اس کلام کو تقریر وبیان کی مدح پر ú ل کیا ہے کہ اچھے اندازِ اسلوب سے اپنے مافی الضمیر کو دوسروں کے سامنے پیش کرنا اور لوگوں کو متأثر کرنا،سلیقہ سے بات پیش کرنا غضب کا اثر رکھتا ہے جو عمدہ اور قابل تحسین ہے،مگر جب حق کے لیے ہو۔

منہ پھاڑ پھاڑ کر کلام کرنا تباہی ہے

۲:’’**وعن ابن مسعودؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ: هلک المتنطعون، قالها ثلاثاً**‘‘۔(رواہ مسلم)

ترجمہ:’’اور حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ: رسول کریم ﷺ نے فرمایا: کلام میں مبالغہ کرنے والے ہلاکت میں پڑ گئے،آپ ﷺ نے یہ الفاظ تین بار فرمائے۔‘‘

’’**المتنطعون**‘‘،’’**تنطع**‘‘باب تفعل سے ہے،منہ پھاڑ پھاڑ کر مبالغہ کے ساتھ کلام کرنے

والے کو ’’متنطع ‘‘ کہتے ہیں، یعنی جس کے کلام میں تصنع اور بناوٹ بھی ہو اور بے جا چاپلوسی بھی ہو، خوشامد کی غرض سے بلا فائدہ عبارت آرائی بھی ہو، الفاظ کی نمائش بھی ہو اور چست جملوں کی عیاشی بھی ہو۔ یہ کام اچھا نہیں ہے، اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مذمت فرمائی ہے، ظاہر ہے جھوٹ موٹ ملا کر خلافِ حقیقت بات کرنا اور باطل کو حق ثابت کرنا کوئی کمال نہیں ہے۔

منہ پھاڑ کر ٹر ٹر کرنے والوں کی مذمت

۳:’’وعن أبی ثعلبة الخشنی أن رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم قال: إن أحبكم إلیَّ وأقربكم منی یوم القیامة أحاسنكم أخلاقًا وإن أبغضكم إلیَّ وأبعدكم منی مساویكم أخلاقًا الثرثارون المتشدقون المتفیهقون، رواه البیهقی فی شعب الإیمان وروی الترمذی نحوه عن جابرؓ وفی روایة قالوا: یا رسول اللّٰه! قد علمنا الثرثارون والمتشدقون المتفیهقون قال: المتكبرون۔‘‘ (رواہ البیہقی)

ترجمہ:’’اور حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن مجھ کو سب سے زیادہ عزیز و محبوب اور میرے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جو تم میں سے زیادہ خوش اخلاق ہیں اور میرے نزدیک تم میں سے سب سے برے اور مجھ سے سب سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جو تم میں بد اخلاق ہیں اور بد اخلاق سے مراد وہ لوگ ہیں جو بہت (بنا بنا کر) منہ پھاڑ کر باتیں کرتے ہیں، بغیر احتیاط کے بک بک لگاتے ہیں اور تکبر کرتے ہیں۔ اس روایت کو بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب الایمان میں نقل کیا ہے اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت نقل کیا ہے۔ نیز سنن ترمذی کی ایک روایت میں یوں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ: یارسول اللہ! ثرثارون اور متشدقون کے معنی تو ہمیں معلوم ہیں، متفیہقون سے کیا مراد ہے؟ یعنی متفیہق کس کو کہتے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تکبر کرنے والے۔‘‘

’’الثرثارون‘‘ نہایہ میں لکھا ہے کہ ’’الثرثارون هم الذین یكثرون الكلام تكلفا خروجا عن الحق من الثرثرة وهی كثرة الكلام وتردیده‘‘۔ گویا ’’ثرثارون‘‘ ٹرٹارون کے وزن پر ہے اور ’’ثرثرة‘‘ ٹرٹرۃ کے وزن پر ہے، فضول بکواس کرنا مراد ہے۔ ’’المتشدقون‘‘ منہ پھاڑ پھاڑ کر بے احتیاطی کے ساتھ جھوٹ بول کر استہزاء کرنا اور فحش اشعار پڑھنا۔ ’’المتفیهقون‘‘ منہ پھاڑ پھاڑ کر گفتگو کرنا اور اپنی بڑائی وعظمت جتلانے کی غرض سے فصیح وبلیغ چست جملے چسپاں کرنا، تاکہ لوگ اس سے مرعوب ہو جائیں۔ یہ سارا کام متکبر لوگوں کا ہوتا ہے، لہٰذا حدیث میں اس لفظ کی تفسیر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی: ’’قال المتكبرون‘‘ یعنی ’’متفیهقون‘‘ سے متکبرین مراد ہیں۔

(جاری ہے)